رجسٹرڈ ایل ۴۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الحکم

دار الامان حضرۃ قادیان

چہ گویم با تو گر آئی بہ بادہ قادیاں بینی
دو را بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۴۲ و ۴۳ — مورخہ ۱۷ و ۲۴ نومبر سنہ ۱۹۰۳ع — جلد ۷

مسئلہ شفاعت صفائی سے بہت حل ہو گیا

ہمارے مکرم خان صاحب محمد علی خان صاحب کا چھوٹا لڑکا عبد الرحیم سخت بیمار ہو گیا۔ چودہ روز ایک ہی تپ لازم حال اور اس پر حواس میں فتور اور سخت بیہوشی رہی آخر نوبت اختلاق تک پہونچ گئی میرے مخدوم مکرم مولوی نور الدین صاحب فرماتے ہیں کہ عبد الرحیم کے علاج میں غیر متعارف توجہ مجھے پیدا ہوئی۔ اور ان کے علاج میں اپنی پوری اور وسیع طاقت سے کام لیا مگر ضعف اور عجز کا اعتراف کر کے بجز اس کے اور کوئی راہ نظر نہ آتی تھی+

حضرۃ خلیفۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر روز دعا کے لیے توجہ دلائی جاتی تھی۔ اور وہ کرتے تھے۔ ۲۵ اکتوبر کو حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں بڑی بیتابی سے عرض کی گئی کہ عبد الرحیم کی زندگی کے آثار اچھے نظر نہیں آتے۔ حضرۃ نواب صاحب رحیم بھی ہیں اُنکے لیے دعا کرتے تک لاتے میرے خدا کی وحی سے آپ پر کھلا کہ تقدیر مبرم ہے اور ہلاکت مقدر۔ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

بالمواجہ مجھے فرمایا کہ جب خدا تعالیٰ کی یہ قہری وحی نازل ہوئی تو مجھ پر حد سے زیادہ حزن طاری ہوا اُس وقت میرے منہ سے نکل گیا کہ یا الٰہی اگر یہ دعا کا موقع نہیں تو میں شفاعت کرتا ہوں اس کا موقعہ تو ہے اس پر معاً وحی نازل ہوئی یسبح لہ من فی السمٰوات ومن فی الارض من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ اس جلالی وحی سے میرا بدن کانپ گیا اور مجھ پر سخت خوف اور ہیبت وارد ہوئی کہ میں نے بلا اذن شفاعت کی ہے۔ ایک دو منٹ کے بعد پھر وحی ہوئی انک انت المجاز یعنی تجھے اجازت ہے۔ اسکے بعد حالاً بعد حال عبد الرحیم کی صحت ترقی کرنے لگی اور اب ہر ایک جو دیکھتا اور پہچانتا تھا اُسے دیکھکر خدا تعالیٰ کے شکر سے بھر جاتا اور اعتراف کرتا ہے کہ لاریب مردہ زندہ ہوا ہے۔

اس سے زیادہ مسئلہ شفاعۃ کا حل اور کیا ہو سکتا ہے اور یہی خدا تعالیٰ کا قانون قدرت ہے افسوس ہے احمق نصرانی پر جو کہتا ہے کہ ان انسان کے پھانسی ملنے کو شفاعت کی غایت سمجھتا ہے خدا کرے کہ دنیا کی آنکھیں کھلیں اور سچے شفیع اور حقیقی زندہ کو پہچانیں

جو وقت پر اُن کے لیے آسمان سے نازل ہوتا ہے اور کفارہ وغیرہ بے بنیاد افسانوں کو چھوڑ دیں جنکا نتیجہ اب تک بجز روح کی موت اور جسم کی ہلاکت کے اور کچھ نظر نہیں آیا۔ اے احمدیو تمھیں مبارک ہو کہ یہ دولت خدا تعالیٰ نے تمھارے حصہ میں رکھی تھی خدا کا شکر اور اسکی قدر کرو۔ والسلام۔ خاکسار عبد الکریم ۲۶ اکتوبر ۱۹۰۳ء۔

✻ نوٹ۔ آنحضرت اقدس علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ دعا اور شفاعت حقیقت میں تو ایک ہی ہے لیکن صرف فرق اس قدر ہے کہ دعا تو ہر ایک شخص خواہ مسلم ومومن ہو خواہ کافر ومشرک ہو خواہ فاسق وفاجر ہو کر سکتا ہے اور ہر ایک شخص کی دعا قبول بھی ہو جاتی ہے مگر شفاعت ہر ایک شخص نہیں کر سکتا کیونکہ دعا میں ایک عاجزی وانکساری ہوتی ہے اور شفاعت میں اپنی وجاہت اور قبولیت اور اپنا خاص تعلق جو اللہ تعالیٰ سے اُسکو ہے یا اس کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کو ہے۔ (ایڈیٹر)

ایک عظیم الشان رسالہ "تذکرۃ الشہادتین" کے نام سے لکھا ہے جسے ہم انشاء اللہ تعالیٰ اگلی اشاعت میں ایک مفصل آرٹیکل لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور کوشش کریں گے کہ اسکی اشاعت بعید اخبار بھی کر دیں۔ تذکرۃ الشہادتین میں اس جناب نے واقعہ کے حالات اور اپنے دعاوی اور دلائل کا تذکرہ اس سلطان القلم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نئے انداز پر کیا ہے اور ان عظیم الشان پیشگوئی کے پورا ہونے کا بھی ذکر کیا ہے جو شہید موصوف اور آپ کے شاگرد مولوی عبدالرحمن صاحب شہید کی شہادت سے پوری ہوئی ہے ہم تو یہ نوٹ فی الحال بطور ایک جزکے لکھتے ہیں کسی آیندہ اشاعت سے اس شہادت پر جداگانہ آرٹیکل لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان شاء اللہ العزیز احمدی قوم کو بحیثیت اس لحاظ سے کہ ان کا ایک محترم و مخدوم ان سے جدا ہو گیا ہے سخت صدمہ پہنچا ہے لیکن یہ شہادت یہ خون ناحق لاکھوں انسانوں کی زندگی کا موجب ہونے والا ہے اور آپ کا صدق و وفا۔ اخلاص و استقلال احمدی قوم کے لیے ابدالآباد کے واسطے ایک عظیم الشان نمونہ ہے۔ اور ان مدارج و مراتب کے لحاظ سے جو آپ کو اس شہادت سے ملے ہیں یہ صدمہ مبدل براحت بھی ہو جاتا ہے تاہم اس میں کوئی کلام نہیں کہ ان واقعات اور حالات پر نظر کر کے جو اس شہادت کے متعلق ظاہر کیے گئے ہیں پتھر کا کلیجہ بھی پانی پانی اور زہرہ گداز ہو جاتا ہے اور اس واقعہ کو سن کر غیروں کے آنسو بھی بے اختیار ہو کر نکل پڑتے ہیں پھر نہیں معلوم کہ آپ کے متعلقین کی کیا حالت ہو گی

ہاں!

عزیزاں را دل از بہر تو خون است
دل خویشاں ہمیں دانم کہ چون است

اعلیحضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ شعر شاید اسی موقعہ کے لیے فرمایا تھا جو اب اہل کابل کو خطاب کیا جا سکتا ہے۔

خون دو بیکس [illegible] چو کشتگان کربلا
حیف بر چشمے کہ اکنوں نیز ہم بیدار نیست

اب ہم اس مضمون کو لمبا کرنا نہیں چاہتے بلکہ جیسا کہ اوپر ذکر کیا ہے اپنے موعود مضمون میں اس کے مختلف پہلوؤں پر بحث کریں گے اور آپ کی شہادت کے حالات اگلی اشاعت میں "تذکرۃ الشہادتین" سے درج کریں گے یہاں وہ پیشگوئی درج کرتے ہیں جو براہین احمدیہ میں اس شہادت کے متعلق درج ہے۔

ذکر اس پیشگوئی کا جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۱ میں درج ہے مع اس پیشگوئی کے جو براہین کے صفحہ ۵۱۰ میں مندرج ہے یعنی وہ پیشگوئی جو صاحبزادہ مولوی محمد عبداللطیف صاحب مرحوم اور میاں عبدالرحمن مرحوم کی شہادت کی نسبت ہے اور وہ پیشگوئی جو سب سے محفوظ رہنے کی نسبت ہے

واضح ہو کہ براہین احمدیہ کے صفحہ پانچسو دس ۵۱۰ اور صفحہ ۵۱۱ میں یہ پیشگوئیاں ہیں۔

وَاِنْ لَّمْ یَعْصِمْکَ النَّاسُ یَعْصِمُکَ اللّٰہُ مِنْ عِنْدِہٖ یَعْصِمُکَ اللّٰہُ مِنْ عِنْدِہٖ وَاِنْ لَّمْ یَعْصِمْکَ النَّاسُ شَاتَانِ تُذْبَحَانِ وَکُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ۔ وَلَا تَھِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَجِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰؤُلَاءِ شَھِیْدًا۔ وَفِی اللّٰہِ اَجْرُکَ۔ وَیَرْضٰی عَنْکَ رَبُّکَ وَیُتِمُّ اِسْمَکَ وَعَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّھُوَ شَرٌّ لَّکُمْ۔ وَعَسٰی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ

اگرچہ لوگ تجھے قتل ہونے سے نہ بچائیں لیکن خدا تجھ کو بچائے گا۔ خدا تجھے ضرور قتل ہونے سے بچائے گا اگرچہ لوگ نہ بچائیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ لوگ تیرے قتل کے لیے سعی اور کوشش کریں گے خواہ اپنے ملک کے اور خواہ گورنمنٹ کو دھوکا دیکر مگر خدا ان کو ان کی تدبیروں میں نامراد رکھے گا۔

ارادہ الٰہی اس غرض سے ہے کہ اگرچہ قتل ہونا مومن کے لیے شہادت ہے لیکن عادۃ اللہ اسی طرح ہے کہ دو قسم کے مرسل ہیں انکا قتل نہیں ہوا کرتے

(۱) ایک وہ نبی جو سلسلہ کے اول پر آتے ہیں جیسا کہ سلسلہ موسویہ میں حضرت موسیٰ اور سلسلہ محمدیہ میں ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

(۲) دوسرے وہ نبی اور مامورین اللہ جو سلسلہ کے آخر میں آتے ہیں جیسے کہ سلسلہ موسویہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سلسلہ محمدیہ میں یہ عاجز۔ یہی راز ہے کہ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت قرآن شریف میں یعصمک اللہ کی بشارت ہے ایسا ہی اس خدا کی وحی میں میرے لیے یعصمک اللہ کی بشارت ہے۔ اور سلسلہ کے اول اور آخر کے مرسل کو قتل سے محفوظ رکھنا اس حکمت الٰہی کے تقاضا سے ہے۔ کہ اگر اول سلسلہ کا مرسل جو صدر سلسلہ ہے شہید کیا جائے تو عوام کو اس مرسل کی نسبت بہت شبہات پیدا ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ اس سلسلہ کی پہلی اینٹ ہوتا ہے۔ پس اگر سلسلہ کی بنیاد پڑتے ہی اس سلسلہ پر یہ پتھر پڑیں کہ جو بانی سلسلہ ہے وہی قتل کیا جائے تو یہ ابتلا عوام کی برداشت سے برتر ہو گا۔ اور ضرور وہ شبہات میں پڑ جائیں گے اور اپنے بانی کو نعوذ باللہ مفتری قرار دیں گے۔ مثلاً اگر حضرت موسیٰ فرعون کے روبرو جا کر اسی روز قتل کیے جاتے یا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس روز جس دن قتل کے لیے مکہ میں آپ کے گھر کا محاصرہ کیا گیا تھا کفار کے ہاتھ سے شہید کیے جاتے۔ تو شریعت اور سلسلہ کا وہیں خاتمہ ہو جاتا اور بعد اس کے کوئی نام بھی نہ لیتا۔ پس یہی حکمت تھی کہ باوجود ہزاروں جانی دشمنوں کے حضرت موسیٰ شہید نہ ہو سکے اور نہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو سکے۔ اور اگر آخر سلسلہ کا مرسل شہید کیا جائے تو عوام کی نظر میں خاتمہ سلسلہ پر ناکامی اور نامرادی کا داغ لگایا جائے گا۔ اور خدا تعالیٰ کا منشا یہ ہے کہ خاتمہ سلسلہ کا فتح اور کامیابی کے ساتھ ہو۔ کیونکہ حکم خواتیم پر ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا منشاء ہرگز نہیں ہے کہ خاتمہ سلسلہ پر دشمن ملعون کو کوئی خوشی پہنچے جیسا کہ اس کا منشاء نہیں ہے کہ سلسلہ کے ابتدا میں ہی پہلی اینٹ کے ٹوٹنے سے ہی دشمن لعنتی خوشی کی بغلیں بجاویں۔ پس اسی لیے حکمت الٰہیہ نے سلسلہ موسویہ کے آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب کی موت سے بچا لیا۔ اور سلسلہ محمدیہ کے آخر میں

۲ تذکرۃ الشہادتین شائع ہو چکا۔ حکیم فضل الدین صاحب سے ۶ر قیمت پر طلب کرو۔

بھی یہی غرض ہے کوشش کی گئی یعنی خون کا
دعویٰ کیا گیا تا مسیح کو صلیب پر کھینچا جاوے
مگر خدا کا فضل پہلے مسیح کی نسبت بھی اس مسیح
پر زیادہ جلوہ نما ہوا اور سزائے موت سے
اور ہر ایک سزا سے محفوظ رکھا۔ غرض چونکہ
اول اور آخر سلسلہ کے دو دیواریں ہیں۔ اور
دو پشتیبان ہیں۔ اس لیے عادت اللہ یونہی
جاری ہے کہ اول سلسلہ اور آخر سلسلہ کے
مرسل کو قتل سے محفوظ رکھتا ہے۔ اگرچہ شریر اور
خبیث آدمی بہت کوشش کرتے ہیں کہ قتل کر دیا
مگر خدا کا ہاتھ اُن کے ساتھ ہوتا ہے بعض وقت
نادان بیوقوف دھوکہ سے یہ خیال کرتا ہے کہ کیا ہم
نیک نہیں ہوں اور کیا میں نماز اور روزہ کا
پابند نہیں۔ جیسا کہ یہود کے فقیہ ہیں اور
فریسیوں کو یہی خیال تھا بلکہ بعض اُن میں سے
حضرت عیسیٰ کے وقت ملہم ہونے کا بھی دعویٰ
کرتے تھے۔ مگر ایسا نادان یہ نہیں جانتا کہ جو خدا
کے صادق بندے ہوتے ہیں۔ اور گہرے تعلق
اُس کے ساتھ رکھتے ہیں۔ وہ اُس صدق
وفا اور محبت الٰہیہ سے رنگین ہوتے ہیں
کہ خدا تعالیٰ کو اُن کا ساتھ دینا پڑتا ہے۔
اور اُن کے دشمن کو ہلاک کرتا ہے۔ جیسا کہ
بلعم نے تکبر اور غرور سے یہ خیال کیا کہ کیا موسیٰ
مجھ سے بہتر ہے۔ مگر موسیٰ کا خدا کے ساتھ
ایک تعلق تھا جسکو لفظ ادا نہیں کر سکتے
اور جو بیان کرنے میں نہیں آ سکتا۔ اس لیے
اندھا بلعم اُس تعلق سے بے خبر رہا اور جو
اپنے سے بہت بڑا تھا اُس کا مقابلہ کر کے
مارا گیا۔ سو ہمیشہ یہ امر واقع ہوتا ہے کہ جو خدا
کے خاص حبیب اور وفادار بندے ہیں
اُن کا صدق خدا کے ساتھ اُس حد تک پہنچ
جاتا ہے۔ کہ یہ دنیا دار اندھے اُس کو دیکھ
نہیں سکتے اس لیے ہر ایک سجادہ نشینوں
اور مولویوں میں سے اُن کے مقابلہ کے لیے
اُٹھتا ہے۔ اور وہ مقابلہ اُس سے نہیں
بلکہ خدا سے ہوتا ہے بھلا یہ کیونکر ہو سکے
کہ جس شخص کو خدا نے ایک عظیم الشان غرض
کے لیے پیدا کیا ہے اور جس کے ذریعہ سے
خدا چاہتا ہے کہ ایک بڑی تبدیلی دنیا میں
ظاہر کرے ایسے شخص کو چند جاہل اور بزدل
اور خام اور ناتمام اور بیوفا زاہدوں کی خاطر
ہلاک کر دے۔ اگر دو کشتیوں کا باہم ٹکراؤ
ہو جاوے جن میں سے ایک ایسی ہے کہ جس میں
بادشاہ وقت جو عادل اور کریم الطبع اور نیک بخت
اور سعید النفس ہے اور مع اپنے خاص ارکان
کے سوار ہے۔ اور دوسری کشتی ایسی ہے
جس میں چند چوڑے یا چمار یا سانسی یا
معاش بد وضع بیٹھے ہیں۔ اور ایسا موقع
آ پڑا ہے کہ ایک کشتی کا بچاؤ نہیں ہے
کہ دوسری کشتی مع اُن کے سواروں کے تباہ کی
جاوے تو اب بتلاؤ کہ اُس وقت کون سی کار
روائی بہتر ہوگی کیا اُس بادشاہ عادل کی
کشتی تباہ کی جاوے گی یا ان بدمعاشوں کی
کشتی کہ جو حقیر و ذلیل ہیں تباہ کر دی جائیگی
میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ بادشاہ کی کشتی
بڑے زور اور حمایت سے بچائی جاوے گی
اور اُن چوڑوں چماروں کی کشتی تباہ کر دی
جاوے گی اور وہ لاپروائی سے ہلاک کر دیے
جائیں گے اور اُن کے ہلاک ہونے میں خوشی
ہوگی۔ کیونکہ دنیا کو بادشاہ عادل کے وجود
کی بہت ضرورت ہے اور اس کا مرنا اک عالم
کا مرنا ہے۔ اگر چند چوڑے اور چمار مر گئے
تو اُن کی موت سے کوئی خلل دنیا کے انتظام
میں نہیں آ سکتا۔ پس خدا تعالیٰ کی یہی سنت
ہے کہ جب اُس کے مرسلوں کے مقابل پر ایک
فریق کھڑا ہو جاتا ہے تو گو وہ اپنے خیال میں
کیسے ہی اپنے تئیں نیک قرار دیں اُنھیں
کو خدا تعالیٰ تباہ کرتا ہے۔ اور انھیں کی
ہلاکت کا وقت آ جاتا ہے۔ کیونکہ وہ نہیں
چاہتا کہ جس غرض کے لیے اپنے کسی مرسل
کو مبعوث فرماتا ہے اُس کو ضائع کرے کیونکہ
اگر ایسا کرے تو پھر خود وہ اپنی غرض کا
دشمن ہوگا اور پھر زمین پر اُس کی کون عبادت
کرے گا۔ دنیا کثرت کو دیکھتی ہے اور خیال
کرتی ہے کہ یہ فریق بہت بڑا ہے۔ سو یہ اچھا
ہے اور نادان خیال کرتا ہے کہ یہ لوگ ہزار ہا
لاکھوں مساجد میں جمع ہوتے ہیں کیا یہ برے
ہیں مگر خدا کثرت کو نہیں دیکھتا وہ دلوں کو
دیکھتا ہے خدا کے خاص بندوں میں محبت
الٰہی اور صدق اور وفا کا ایک ایسا خاص
نور ہوتا ہے کہ اگر میں بیان کر سکتا تو بیان
کرتا لیکن میں کیا بیان کروں جب سے دنیا
ہوئی اس راز کو کوئی نبی یا رسول بیان
نہیں کر سکا۔ خدا کے باوفا بندوں کی
اس طور سے آشنائی الٰہی پر روح گرتی ہے
کہ کوئی لفظ ہمارے پاس نہیں کہ اس کیفیت
کو دکھلا سکے ✤

اب بعد اس کے بقیہ ترجمہ کر کے اس
مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے
کہ اگرچہ میں تجھے قتل سے بچاؤں گا۔ مگر تیری
جماعت میں سے دو بکرے ذبح کیے جائیں گے
اور ہر ایک جو زمین پر ہے آخر فنا ہوگا
یعنی بے گناہ اور معصوم ہونے کی حالت میں قتل
کی جائیں گی۔ یہ خدا تعالیٰ کی کتابوں میں
محاورہ ہے کہ بے گناہ اور معصوم کو بکرے یا
بکری سے تشبیہ دیجاتی ہے اور کبھی گائیوں
سے تشبیہ دیجاتی ہے۔ سو خدا تعالیٰ نے
اس جگہ انسان کا لفظ چھوڑ کر بکری کا لفظ
استعمال کیا۔ کیونکہ بکری میں دو ہنر ہیں وہ
دودھ بھی دیتی ہے اور پھر اُس کا گوشت
بھی کھایا جاتا ہے۔ اور یہ پیشگوئی شہید مرحوم
مولوی **محمد عبد اللطیف** اور اُن کے
شاگرد **عبد الرحمٰن** کے بارے میں ہے کہ جو
براہین احمدیہ کے لکھے جانے کے بعد پورے
تئیس برس بعد پوری ہوئی۔ اب تک لاکھوں
کروڑوں انسانوں نے اس پیشگوئی کو میری
کتاب براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۱ میں پڑھا
ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ جیسا کہ ابھی ہم نے
لکھا ہے بکری کی صفتوں میں سے ایک دودھ
دینا ہے اور ایک اُس کا گوشت ہے جو کھایا
جاتا ہے یہ دونوں بکری کی صفتیں مولوی
عبد اللطیف صاحب مرحوم کی شہادت سے
پوری ہوئیں کیونکہ مولوی صاحب موصوف نے
مباحثہ کے وقت انواع اقسام کے معارف
اور حقائق بیان کر کے مخالفوں کو دودھ دیا
گو بدقسمت مخالفوں نے وہ دودھ نہ پیا اور
پھینک دیا اور پھر شہید مرحوم نے اپنی جان
کی قربانی سے اپنا گوشت دیا اور خون بہایا
تا مخالف اس گوشت کو کھا ویں اور اس خون
کو پیویں یعنی محبت کے رنگ میں اور اس طرح
اُس پاک قربانی سے فائدہ اُٹھاویں اور
سوچ لیں کہ جس مذہب اور جس عقیدہ پر وہ
قائم ہیں اور جس پر اُن کے باپ دادے مر گئے
کیا ایسی قربانی کبھی انھوں نے کی کیا ایسا
صدق اور اخلاص کبھی کسی نے دکھلایا کیا
ممکن ہے کہ جب تک انسان یقین سے بھر کر
خدا کو نہ دیکھے وہ ایسی قربانی دے سکے بیشک
ایسا خون اور ایسا گوشت ہمیشہ حق کے
طالبوں کو اپنی طرف دعوت کرتا رہے گا
جب تک کہ دنیا ختم ہو جائے۔ غرض چونکہ
صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب
کو ان دو صفتوں کی وجہ سے بکری سے بہت
مشابہت تھی۔ اور میاں عبد الرحمٰن بھی
بکری سے مشابہت رکھتا تھا۔ اس لیے
انکو بکری کے نام سے یاد کیا گیا اور چونکہ خدا
تعالیٰ جانتا تھا کہ اس ماتم اور اسکی وجہ سے
اس ناحق کے خون سے بہت صدمہ گذرے گا
اس لیے اس وحی کے مابعد آنے والے فقرہ میں

تسلی اور عزا پُرسی کے رنگ میں کلام نازل فرمایا جو ابھی عربی میں لکھ چکا ہوں جس کا یہ ترجمہ ہے کہ اس مصیبت اور اس سخت صدمہ سے تم غمگین اور اُداس مت ہو کیونکہ اگر دو آدمی تم میں سے مارے گئے تو خدا تمہارے ساتھ ہے وہ دو کے عوض ایک قوم تمہارے پاس لائے گا اور وہ اپنے بندہ کے لیے کافی ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے اور یہ لوگ جو ان دو مظلوموں کو شہید کرتے ہیں ہم انکو انیر قیامت میں گواہ لائیں گے اور کہ کس گناہ سے انہوں نے شہید کیا تھا اور خدا تیرا اجر دے گا اور تجھ سے راضی ہوگا اور تیرے نام کو پورا کرے گا یعنی احمد کے نام کو جس کے یہ معنی ہیں کہ خدا کی بہت تعریف کرنے والا اور وہی شخص خدا کی بہت تعریف کرتا ہے جس پر خدا کے انعام اکرام بہت نازل ہوئے ہیں۔ یہی مطلب یہ ہے کہ خدا تجھ پر انعام اکرام کی بارش کریگا جیسے تو سب سے زیادہ اُسکا ثنا خواں ہوگا تب تیرا نام جو احمد ہے پورا ہو جائیگا۔ پھر بعد اسکے فرمایا کہ ان شہیدوں کے مارے جانے سے غم مت کرو انکی شہادت میں حکمت الٰہی ہے اور بہت باتیں ہیں جو تم چاہتے ہو کہ وہ وقوع میں آویں حالانکہ انکا وقوع تمہارے لیے اچھا نہیں ہوتا اور بہت امور ہیں جو تم چاہتے ہو کہ وہ وقوع نہ ہوں حالانکہ انکا وقوع تمہارے لیے اچھا ہوتا ہے اور خدا خوب جانتا ہے کہ تمہارے لیے کیا بہتر ہے مگر تم نہیں جانتے۔

اس تمام وحی میں یہ سمجھایا گیا ہے کہ صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف مرحوم کا اس بیرحمی سے مارا جانا اگرچہ ایسا امر ہے کہ اس کے سننے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے **وما رأینا ظلما اغیظ من ھذا** لیکن اس خون میں بہت برکات ہیں کہ بعد میں ظاہر ہونگے اور کابل کی زمین دیکھ لیگی کہ یہ خون کیسے کیسے پھل لائے گا۔ یہ خون کبھی ضائع نہیں جائیگا۔ پہلے اس سے غریب عبد الرحمن میری جماعت کا ظلم سے مارا گیا اور خدا چپ رہا مگر اس خون پر وہ چپ نہیں رہیگا اور بڑے بڑے نتائج ظاہر ہونگے۔ چنانچہ سنا گیا ہے کہ جب شہید مرحوم کو ہزاروں پتھروں سے قتل کیا گیا تو انہیں دنوں میں سخت ہیضہ کابل میں پھوٹ پڑا اور بڑے بڑے ریاست کے نامی اسکا شکار ہو گئے اور بعض امیر کے رشتہ دار اور عزیز بھی اس جہان سے رخصت ہو گئے۔ مگر ابھی کیا ہے۔ یہ خون بڑی بیرحمی کے ساتھ کیا گیا ہے اور آسمان کے نیچے ایسے خون کی اس زمانہ میں نظیر نہیں ملیگی۔ ہائے اس نادان امیر نے کیا کیا کہ ایسے معصوم شخص کو کمال بیدردی سے قتل کرکے اپنے تئیں تباہ کر لیا۔ اے کابل کی زمین تو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا۔ اے بدقسمت زمین تو خدا کی نظر سے گرگئی کہ تو اس ظلم عظیم کی جگہ ہے۔

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہیں۔ حضرت ام المومنین علیہا السلام کی طبیعت ناساز رہی اب آرام ہے۔ خدا کا شکر ہے۔

۲۔ حضرت حکیم الامۃ اور مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی طبیعت بھی نصیب اعدا موسمی بخار کی وجہ سے ناساز رہی ابھی تک ضعف اور نقاہت باقی ہے تاہم حضرت حکیم الامت ترک اسلام کا جواب ختم کر چکے اور حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب اس مسودہ کی ترتیب اور اس پر نوٹ وغیرہ لکھنے کا کام حتی الوسع کیے جاتے ہیں۔

حضرت فاضل امروہی دار الامان میں ہیں اور ایک عجیب مضمون لکھ رہے ہیں

۳۔ تازہ الہامات اور رؤیا بقیہ تاریخ ہم اگلی اشاعت میں مجموعی طور پر درج کریں گے

۴۔ قادیان میں موسمی بخار کی شکایت بدستور

۵۔ یہاں پہلا روزہ ۲۱ نومبر سنہ ۱۹۰۳ء کو ہوا

ہمارا مقدمہ

۱۲ نومبر سے ۱۹ نومبر تک جناب لالہ چندو لال صاحب مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں پیش ہوا۔ مولوی کرم الدین نے اپنا تتمہ بیان کذاب لئیم اور بہتان عظیم کے الفاظ کے معانی کے متعلق صرف کتاب کے معانی کے الٹ پھیر میں دیا۔ جناب حکیم فضل الدین صاحب موسمی بخار کی وجہ سے بیمار ہو گئے تھے جو حاضری عدالت ہو ڈاکٹری سرٹیفکٹ پر ایک مہینہ تک کے لیے معذور قرار دیے گئے مولوی کرم الدین کی شہادت استغاثہ پیش ہوئی جس میں سے مولوی مفتی عبد اللہ ٹونکی اور مولوی اصغر علی ... اور عبید اللہ خان رئیس سرکال ماثر منشی شمس الدین شائق اور مولوی شیخ عبد اللہ عرب جو حاضر ہو رہے تھے پہلے مولوی کرم الدین کے ساتھ کرم لوئی ثناء اللہ امرتسری اور میاں اللہ دتا خیاط کی سرہل اور میاں عبد السبحان مقیم مسانیاں بطور گواہ پیش ہوئے مولوی کرم الدین پر ۱۸-۱۹ نومبر کو جرح ہوئی اور ایک گواہ ملک تاج الدین پر بھی جرح کرلی گئی۔ باقی گواہان استغاثہ پر جرح باقی ہے۔ مولوی کرم الدین نے باقی گواہوں کو بجز منشی شمس الدین شائق کے چھوڑ کر دو اور گواہ طلب کیے ہیں پیشی ۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء مقرر ہوئی ہے۔

خاکسار ایڈیٹر الحکم بنام مولوی کرم الدین و ایڈیٹر سراج الاخبار جہلم میں پیر مہر شاہ گولڑوی کے نام بطور گواہ سمن جاری ہوا۔

ہم کو افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ امرتسری اہلحدیث نے نکتہ چینی کے اصول اور قانونی حدود کا کچھ بھی لحاظ نہ کرکے مقدمہ کی ابھی ناتمام کارروائی کے حالات بیان کرتے ہوئے اپنی رائے کا بھی اظہار کر دیا ہے۔

کچھ اپنی نسبت

انسانی کمزوریاں اور محدود و بشری قوتیں بھی اللہ تعالیٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ مقدمہ کے شروع ہوتے ہی ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کے الحکم میں جو عذر میں نے اخبار کے دیر سے شائع ہونے کے متعلق کیا تھا اگرچہ ایک عرصہ تک تو میری مصروفیت یا غیر حاضری محسوس نہیں ہوئی کیونکہ اخبار وقت پر پہنچتا رہا۔ لیکن آخر میری مصروفیت اور غیر حاضری محسوس ہونے لگی۔ اور بعض دوسری ابتلاؤں نے الحکم کی اشاعت میں غیر متوقع توقف ڈال دی۔ لیکن مجھے میری قوم نے (باوجودیکہ الحکم کی اشاعت میں بہت دیر اور توقف ہوتا رہا اور اس کے بعض نمبر شائع نہ ہو سکے اور ترتیب میں بھی وہ طرز اور اسلوب نہ رہا) پھر بھی بہت ہی زیر بار احسان کر دیا۔ مجھے ان ابتلاؤں میں وہ مدد دینے کے لیے طیار رہی۔ اور میری ان کمزوریوں کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھا جس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ کسی قوم میں شائستگی اور ترقی کی روح نفخ نہیں ہو سکتی جب تک اس کا معلم اپنی قوت زبردست نہ رکھتا ہو۔ واقعی قوم نے الحکم کی ہفت سالہ چھوٹی بڑی خدمات کا اعتراف کیا ہے اور الحکم کے ساتھ اسے خاص انس اور محبت ہے یہی وجہ ہے کہ باوجود اسکے کہ دیری کے قوم کی قدردانی میں کوئی فرق نہیں آیا بلکہ شوق اور محبت اس پھر میں اور بھی بڑھی ہے۔ پر عملی طور پر اس اپنی فروگذاشت کی تلافی کے لیے جو عزم کیا ہے اور خدا تعالیٰ سے اسکی توفیق چاہتا ہوں وہ ابھی پیش نہیں کرتا تاکہ میں کوشش کرونگا کہ اسے عملی ہی رنگ میں پیش کروں۔ اور اسکے لیے میں اب ہی دسمبر کے اخیر تک انتظام اور طیاری میں مصروف ہوں۔

چونکہ یہ سال اب قریب الختم ہے۔ اور حساب کا صاف ہونا ضروری ہے اس لیے میں یہ بھی ظاہر کرتا ہوں کہ جن احباب کا چندہ ابھی تک کل یا جز وصول نہیں ہوا۔ اُن سے بقایا چندہ وصول کرنے کے واسطے اور حسب معمول سال آئندہ کی قیمتوں کے وصول کرنے کے لیے ۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء

انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شائع ہوا

ایک ضروری امر اپنی جماعت کی توجہ کے لیے

اگرچہ میں خوب جانتا ہوں کہ جماعت کے بعض افراد ابھی تک اپنی روحانی کمزوری کی حالت میں ہیں۔ یہانتک کہ بعض کو اپنے وعدوں پر بھی ثابت رہنا مشکل ہے۔ لیکن جب میں اس استقامت اور جانفشانی کو دیکھتا ہوں جو **صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف** مرحوم سے ظہور میں آئی تو مجھے اپنی جماعت کی نسبت بہت امید بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ جس خدا نے بعض افراد اس جماعت کو یہ توفیق دی کہ نہ صرف مال بلکہ جان بھی اس راہ میں قربان کر گئے۔ اُس خدا کا یہ صریح منشا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت سے ایسے افراد اس جماعت میں پیدا کرے جو **صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف** کی روح رکھتے ہوں اور اُنکی روحانیت کا ایک نیا پودہ ہوں۔ جیسا کہ میںنے کشفی حالت میں واقعہ شہادۃ مولوی صاحب موصوف کے قریب دیکھا کہ ہمارے باغ میں سے ایک بلند شاخ سرو کی کاٹی گئی + اور میںنے کہا کہ اس شاخ کو زمین میں دوبارہ نصب کر دو تا وہ بڑھے اور پھولے۔ سو میں نے اسکی تعبیر کی کہ خدا تعالے بہت سے اُن کے قائمقام پیدا کر دے گا۔ سو میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی وقت میرے اس کشف کی تعبیر ظاہر ہو جائے گی مگر ابھی تک یہ حال ہے کہ اگر میں تھوڑی سی بات بھی اس سلسلہ کے قائم رکھنے کے لیے جماعت کے آگے پیش کرتا ہوں تو ساتھ ہی میرے دلمیں خیال آتا ہے کہ مبادا اس بات سے کسیکو ابتلا پیش آوے۔

اب ایک ضروری بات جو اپنی جماعۃ کے آگے پیش کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ لنگرخانہ کے لیے جس قدر میری جماعت وقتاً فوقتاً مدد کرتی رہتی ہے وہ قابل تعریف ہے اس مد میں پنجاب نے بہت حصہ لیا ہوا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ پنجاب کے لوگ اکثر میرے پاس آتے جاتے ہیں تو صحبت اور پے درپے ملاقات کے اثر سے وہ سختی بہت جلد دور ہوتی رہتی ہے اسلیے پنجاب کے لوگ خاصکر بعض افراد ان کی محبت اور صدق اور اخلاص میں ترقی کرتے جاتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے ہر ایک ضرورت کے وقت وہ بڑی سرگرمی دکھلاتے ہیں اور سچی اطاعت کے آثار اُن سے ظاہر ہوتے ہیں اور یہ ملک دوسرے ملکوں سے نسبتاً کچھ نرم دل بھی ہے۔ باایںہمہ انصاف سے دور ہوگا اگر میں تمام دوسرے مریدوں کو ایسے ہی سمجھوں کہ وہ ابھی اخلاص اور سرگرمی سے کچھ حصہ نہیں رکھتے۔ کیونکہ صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف جس نے جاں نثاری کا یہ نمونہ دکھلایا وہ بھی تو دوسری زمین کا رہنے والا تھا جس کے صدق اور وفا اور اخلاص اور استقامت کے آگے پنجاب کے بڑے بڑے مخلصوں کو بھی شرمندہ ہونا پڑتا ہے اور کہنا پڑتا ہے کہ وہ ایک شخص تھا کہ ہم سب سے پیچھے آیا اور سب سے آگے بڑھ گیا۔ اسی طرح بعض دور دراز ملک کے مخلص بڑی بڑی خدمت مالی کر چکے ہیں اور اُن کے صدق اور وفا میں کبھی فتور نہ آیا جیسا کہ سیٹھ عبد الرحمن تاجر مدراس اور چند ایسے اور دوست لیکن کثرۃ تعداد کے لحاظ سے پنجاب کو مقدم رکھا گیا ہے۔ کیونکہ پنجاب میں ہر ایک طبقہ کے آدمی خدمت دینی سے بہت حصہ لیتے جاتے ہیں اور دور کے اکثر لوگ اگرچہ ہمارے سلسلہ میں داخل تو ہیں مگر بوجہ اس کے کہ ان کو صحبت کم نصیب ہوتی ہے اُن کے دل بھی دنیا کے گند سے صاف نہیں ہیں۔ امر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو آخرکار وہ گند سے صاف کیے جائینگے ورنہ خدا تعالے انکو اس پاک سلسلہ سے کاٹ دیگا اور ایک مردار کی طرح مرینگے۔ بڑی غلطی انسان کی دنیا پرستی ہے یہ بدبخت اور منحوس دنیا کبھی خوف دلانے سے اور کبھی امید دینے سے اکثر لوگوں کو اپنے دام میں لے لیتی ہے اور وہ اُسی میں مرتے ہیں۔ نادان کہتا ہے کہ کیا ہم دنیا کو چھوڑ دیں اور یہ غلطی انسان کو نہیں چھوڑتی جب تک کہ اسکو بے ایمان کر کے ہلاک نہ کرے۔ اے نادان کون کہتا ہے کہ تو اسباب کی رعایت چھوڑ دے مگر دلکو دنیا اور دنیا کے فریبوں سے الگ کر ورنہ تو ہلاک شدہ ہے۔ اور جس عیال کے لیے تو حد سے زیادہ بڑھتا جاتا ہے یہانتک کہ خدا کے فرائض کو بھی چھوڑتا ہے اور طرح طرح کی مکاریوں سے ایک شیطان بنجاتا ہے۔ اس عیال کے لیے تو بدی کا بیج بوتا ہے اور انکو تباہ کرتا ہے اسلیے کہ خدا تیری پناہ میں نہیں کیونکہ تو باخدا نہیں۔ خدا تیرے دل کی جڑ کو دیکھ رہا ہے سو تو بیوقت مرے گا اور عیال کو تباہی میں ڈالے گا۔ لیکن وہ جو خدا کی طرف جھکا ہوا ہے اُس کی خوش قسمتی سے اُسکے زن و فرزند کو بھی حصہ ملے گا۔ اور اُسکے مرنے کے بعد بھی وہ تباہ نہیں ہونگے۔ جو لوگ مجھ سے سچا تعلق رکھتے ہیں وہ اگرچہ ہزار کوس پر بھی ہیں تاہم مجھے ہمیشہ لکھتے رہتے ہیں اور دعائیں کرتے رہتے ہیں کہ خدا انھیں موقعہ دے تا وہ برکات صحبت حاصل کریں۔ مگر افسوس کہ بعض ایسے ہیں کہ میں دیکھتا ہوں کہ قطع نظر ملاقات کے سالہا سال گذر جاتے ہیں اور ایک کارڈ بھی انکی طرف سے نہیں آتا۔ اس سے میں سمجھتا ہوں کہ ان کے دل مر گئے ہیں اور اُن کے باطن کے چہرہ پر کوئی داغ جذام ہے۔ میں تو بہت دعا کرتا ہوں کہ میری سب جماعت اُن لوگوں میں ہو جائے جو خدا تعالے سے ڈرتے ہیں اور نماز پر قائم رہتے ہیں اور رات کو اُٹھکر زمین پر گرتے ہیں اور روتے ہیں۔ اور خدا کے فرائض کو ضائع نہیں کرتے اور بخیل اور ممسک اور غافل اور دنیا کے کیڑے نہیں ہیں۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ یہ میری دعائیں خدا تعالے قبول کرے گا اور مجھے دکھلائے گا کہ اپنے پیچھے میں ایسے لوگوں کو چھوڑتا ہوں۔ لیکن وہ لوگ جنکی آنکھیں زنا کرتی ہیں اور جن کے دل پاخانہ سے بدتر ہیں۔ اور جنکو مرنا ہرگز یاد نہیں ہے میں اور میرا خدا اُن سے بیزار ہیں۔ میں بہت خوش ہونگا

+ نوٹ + اس سے پہلے ایک صریح وحی الٰہی صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب مرحوم کی نسبت ہوئی تھی جبکہ وہ زندہ تھے بلکہ قادیان میں ہی موجود تھے اور یہ وحی الٰہی میگزین انگریزی ۹ فروری سنہ ۱۹۰۳ء میں اور الحکم ۱۷ر جنوری سنہ ۱۹۰۳ء اور البدر ۱۶ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کالم ۲ میں شائع ہو چکی ہے جو مولوی صاحب کے مارے جانے کے بارہ میں ہے اور وہ یہ ہے قُتِلَ خَیبَۃً وَزِیدَ ھَیبَۃً یعنی ایسی حالت میں مارا گیا کہ اُسکی بات کو کسی نے نہ سُنا اور اُس کا مارا جانا ایک ہیبت ناک امر تھا یعنی لوگوں کو بہت ہیبت ناک معلوم ہوا اور دلوں پر بڑا اثر ہوا۔ منہ

اگر ایسے لوگ اس پیوند کو قطع کرلیں کیونکہ خدا اس جماعت کو ایک ایسی قوم بنانا چاہتا ہے جس کے نمونہ سے لوگوں کو خدا یاد آوے اور جو تقویٰ اور طہارت کے اول درجہ پر قائم ہوں اور جنھوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کیا پھر وہ اپنے گھر وں میں جا کر ایسے مفاسد میں مشغول ہو جائیں کہ صرف دنیا ہی دنیا انکے دلوں میں ہوتی ہے نہ انکی نظر پاک ہے نہ اُن کا دل پاک ہے اور نہ اُن کے ہاتھ سے کوئی نیکی ہوتی ہے اور نہ اُن کے پیر کسی نیک کام کے لیے حرکت کرتے ہیں اور وہ اُس چوہے کی طرح ہیں جو تاریکی میں ہی پرورش پاتا ہے اور اسی میں رہتا اور اسی میں مرتا ہے وہ آسمان پر ہمارے سلسلہ میں سے کاٹے گئے ہیں وہ عبث کہتے ہیں کہ ہم اس جماعت میں داخل ہیں کیونکہ وہ آسمان پر نہیں سمجھے جاتے۔ جو شخص میری اس وصیت کو نہیں مانتا کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے اور درحقیقت ایک پاک انقلاب اُسکی ہستی پر آجائے اور درحقیقت وہ پاک دل اور پاک ارادہ ہو جائے اور پلیدی اور حرامکاری کا تمام چولا اپنے بدن پر سے پھینک دے اور نوع انسان کا ہمدرد اور خدا کا سچا تابعدار ہو جائے اور اپنی تمام خودروی کو الوداع کہکر میرے پیچھے ہولے میں اس شخص کو اُس کتے سے مشابہت دیتا ہوں جو ایسی جگہ سے الگ نہیں ہوتا جہاں مردار پھینکا جاتا ہے۔ اور جہاں سڑے گلے مردوں کی لاشیں ہوتی ہیں۔ کیا میں اس بات کا محتاج ہوں کہ وہ لوگ زبان سے میرے ساتھ ہوں اور اس طرح دیکھنے کے لیے ایک جماعت ہو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تمام لوگ مجھے چھوڑ دیں اور ایک بھی میرے ساتھ نہ رہے تو میرا خدا میرے لیے ایک اور قوم پیدا کرے گا جو صدق اور وفا میں ان سے بہتر ہوگی۔ یہ آسمانی کشش کام کر رہی ہے جو نیک دل لوگ میری طرف دوڑتے ہیں کوئی نہیں جو آسمانی کشش کو روک سکے۔ بعض لوگ خدا سے زیادہ اپنے مکروں اور فریب پر بھروسہ رکھتے ہیں شاید اُن کے دلوں میں یہ بات پوشیدہ ہو کہ نبوتیں اور رسالتیں سب انسانی مکر ہیں اور اتفاقی طور پر شہرتیں اور قبولیتیں ہو جاتی ہیں۔ اس خیال سے کوئی خیال پلید تر نہیں اور ایسے انسان کا اس خدا پر ایمان نہیں جس کے ارادہ کے بغیر ایک پتہ بھی گر نہیں سکتا۔ لعنتی ہیں ایسے دل اور ملعون ہیں ایسی طبیعتیں۔ خدا انکو ذلت سے مارے گا کیونکہ وہ خدا کے کارخانہ کے دشمن ہیں ایسے لوگ درحقیقت دہریہ ہیں اور خبیث باطن ہوتے ہیں وہ جہنمی زندگی کے دن گذارتے ہیں اور مرنے کے بعد بجز جہنم کی آگ کے انکے حصہ میں کچھ نہیں +

اب مختصر کلام یہ ہے کہ علاوہ لنگر خانہ اور میگزین کے جو انگریزی اور اردو میں نکلتا ہے جس کے لیے اکثر دوستوں نے سرگرمی ظاہر کی ہے ایک مدرسہ بھی قادیان میں کھولا گیا ہے اس سے یہ فائدہ ہے کہ نو عمر بچے ایک طرف تو تعلیم پاتے ہیں اور دوسری طرف ہمارے سلسلہ کے اصولوں سے واقفیت حاصل کرتے جاتے ہیں۔ اس طرح پر بہت آسانی سے ایک جماعت طیار ہو جاتی ہے بلکہ بسا اوقات اُنکے ماں باپ بھی اس سلسلہ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان دنوں میں ہمارا یہ مدرسہ بڑی مشکلات میں پڑا ہوا ہے اور باوجودیکہ محبی عزیزی اخویم نواب **محمد علی خان** صاحب رئیس مالیر کوٹلہ اپنے پاس سے اسی روپیہ ماہوار اس مدرسہ کی مدد کرتے ہیں مگر پھر بھی استادوں کی تنخواہیں ماہ بماہ ادا نہیں ہو سکتیں صدہا روپیہ قرضہ سر پر رہتا ہے علاوہ اسکے مدرسہ کے متعلق کئی عمارتیں ضروری ہیں جو ابتک طیار نہیں ہو سکیں۔ یہ غم علاوہ اور غموں کے میری جان کو کھا رہا ہے اسکی بابت میں نے بہت سوچا کہ کیا کروں آخر یہ تدبیر میرے خیال میں آئی کہ میں اس وقت اپنی جماعت کے مخلصوں کو بڑے زور کے ساتھ اس بات کی طرف توجہ دلاؤں کہ وہ اگر اس بات پر قادر ہوں کہ پوری توجہ سے اس مدرسہ کے لیے بھی کوئی ماہانہ چندہ مقرر کریں تو چاہیے کہ ہر ایک اُنمیں سے ایک مستحکم عہد کے ساتھ کچھ نہ کچھ مقرر کرے جسکے ادا کرنے میں وہ ہرگز تخلف نہ کرے مگر کسی مجبوری سے جو قضاء و قدر سے واقع ہو۔ اور جو صاحب ایسا نہ کر سکیں انکے لیے بالضرورۃ یہ تجویز سوچی گئی ہے کہ جو کچھ وہ لنگر خانہ کے لیے بھیجتے ہیں اسکا چہارم حصہ براہ راست مدرسہ کے لیے نواب صاحب موصوف کے نام بھیجدیں۔ لنگر خانہ میں شامل کر کے نہ بھیجیں بلکہ علیحدہ منی آرڈر کرا کر بھیجیں اگرچہ لنگر خانہ کا فکر بیحد مجھے کرنا پڑتا ہے۔ اور اسکا غم براہ راست میری طرف آتا ہے اور میری اوقات کو مشوش کرتا ہے لیکن یہ غم بھی مجھ سے دیکھا نہیں جاتا۔ اسلیے میں لکھتا ہوں کہ اس سلسلہ کے جوانمرد لوگ جنمیں میں ہر طرح سے امید رکھتا ہوں کہ وہ میری اس التماس کو ردی کی طرح نہ پھینکدیں اور پوری توجہ سے اس پر کاربند ہوں۔ میں اپنے نفس سے کچھ نہیں کہتا بلکہ وہی کہتا ہوں جو خدا تعالیٰ میرے دل میں ڈالتا ہے۔ میں نے خوب سوچا ہے اور بار بار مطالعہ کیا ہے میری دانست میں اگر یہ مدرسہ قادیان کا قائم رہ جائے تو بڑی برکات کا موجب ہوگا اور اسکے ذریعہ سے ایک نئی فوج نئے تعلیم یافتوں کی ہماری طرف آسکتی ہے۔ اگرچہ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اکثر طالب علم نہ دین کے لیے بلکہ دنیا کے لیے پڑھتے ہیں اور اُن کے والدین کے خیالات بھی اسی حد تک محدود ہوتے ہیں مگر پھر بھی ہر روز کی صحبت میں ضرور اثر ہوتا ہے۔ اگر بیس طالب علموں میں سے ایک بھی ایسا نکلے جسکی طبیعت دینی امور کی طرف راغب ہو جائے اور وہ ہمارے سلسلہ اور ہماری تعلیم پر عمل کرنا شروع کرے تب بھی میں خیال کروں گا کہ ہم نے اس مدرسہ کی بنیاد سے اپنے مقصد کو پالیا۔ آخر میں یہ بھی یاد رہے کہ یہ مدرسہ ہمیشہ اس سقم اور ضعف کی حالت میں نہیں رہے گا بلکہ یقین ہے کہ پڑھنے والوں کی فیس سے بہت سی مدد ملجائیگی یا وہ کافی ہو جائے گی پس اس وقت ضروری نہیں ہے کہ لنگر خانہ کی ضروری رقوم کاٹ کر مدرسہ کو دی جائیں۔ سو اس وسعت کے حاصل ہونے کے وقت ہماری یہ ہدایت منسوخ ہو جائیگی اور لنگر خانہ جو وہ بھی درحقیقت ایک مدرسہ ہے اپنے چہارم حصہ کی رقم کو پھر واپس پالے گا اور یہ فیصل طریق جس میں لنگر خانہ کو حرج پہونچے گا۔ محض اسلیے میں نے اختیار کیا کہ بظاہر مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر مدد کی ضرورت ہے شاید جدید چندہ میں وہ ضرورت پوری نہ ہو سکے۔ لیکن اگر خدا کے فضل سے پوری ہو جائے تو پھر اس قطع برید کی ضرورۃ نہیں اور میں نے یہ جو کہا کہ لنگر خانہ بھی ایک مدرسہ ہے یہ اس لیے کہا کہ جو مہمان میرے پاس آتے جاتے ہیں جنکے لیے لنگر خانہ جاری ہے وہ میری تعلیم سنتے رہتے ہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جو لوگ ہر وقت میری تعلیم سنتے ہیں خدا تعالیٰ اُن کو ہدایت دیگا اور اُن کے دلوں کو کھولدیگا اب میں اسی قدر پر بس کرتا ہوں اور خدا تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ جو دعا میں نے پیش کیا ہے میری جماعت کو اسکے پورا کرنیکی توفیق دے۔ اور ان کے مالوں میں برکت ڈالے۔ اور اس کار خیر کے لیے ان کے دلوں کو کھولدے آمین ثم آمین۔

والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

۱۶ اکتوبر ۱۹۰۳ء

تمت

مرزا غلام احمد

اپنی جماعت کیلئے بعض نصائح

اے میری جماعت خدا تعالےٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو وہ قادر کریم آپ لوگوں کو سفر آخرة کے لیے ایسا طیار کرے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب طیار کیے گئے تھے خوب یاد رکھو کہ دنیا کچھ چیز نہیں۔ بےلعنتی ہے وہ زندگی جو محض دنیا کے لیے ہے اور بدقسمت ہے وہ جس کا تمام ہم وغم دنیا کے لیے ہے ایسا انسان اگر میری جماعت میں ہے تو وہ عبث طور پر میری جماعت میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے کیونکہ وہ اُس خشک ٹہنی کیطرح ہے جو پھل نہیں لائے گی۔

اے سعادتمند لوگو تم زور کے ساتھ اس تعلیم میں داخل ہو جو تمھاری نجات کے لیے مجھے دی گئی ہے تم خدا کو واحد لاشریک سمجھو اور اُس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو نہ آسمان میں سے نہ زمین میں سے خدا اسباب کے استعمال سے تمھیں منع نہیں کرتا لیکن جو شخص خدا کو چھوڑ کر اسباب پر ہی بھروسہ کرتا ہے وہ مشرک ہے قدیم سے خدا کہتا چلا آیا ہے کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں سو تم پاکدل بنجاؤ اور نفسانی کینوں اور غصوں سے الگ ہو جاؤ انسان کے نفس امارہ میں کئی قسم کی پلیدیاں ہوتی ہیں مگر سب سے زیادہ تکبر کی پلیدی ہے اگر تکبر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ رہتا سو تم دل کے مسکین بنجاؤ عام طور پر بنی نوع کی ہمدردی کرو جبکہ تم انھیں بہشت دلانے کیلیے وعظ کرتے ہو سو یہ وعظ تمھارا کب صحیح ہو سکتا ہے اگر تم اس چند روزہ دنیا میں ان کی بدخواہی کرو خدا تعالےٰ کے فرائض کو دلی خوف سے بجا لاؤ کہ تم ان سے پوچھے جاؤ گے نمازوں میں بہت دعا کرو کہ تا خدا تمھیں اپنی طرف کھینچے اور تمھارے دلوں کو صاف کرے کیونکہ انسان کمزور ہے ہر ایک بدی جو دور ہوتی ہے وہ خدا تعالےٰ کی قوت سے دور ہوتی ہے اور جب تک انسان خدا سے قوت نہ پاوے کسی بدی کے دور کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا اسلام صرف یہ نہیں ہے کہ رسم کے طور پر اپنے تئیں کلمہ گو کہلاؤ بلکہ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تمھاری روحیں خدا تعالےٰ کے آستانہ پر گر جائیں۔ اور خدا اور اُس کے احکام ہر ایک پہلو کے رو سے تمھاری دنیا پر تمھیں مقدم ہو جائیں۔

اے میری عزیز جماعت یقیناً سمجھو کہ زمانہ اپنے آخر کو پہنچ گیا ہے اور ایک صریح انقلاب نمودار ہو گیا ہے سو اپنی جانوں کو دھوکا مت دو اور بہت جلد راستبازی میں کامل ہو جاؤ قرآن کریم کو اپنا پیشوا پکڑو اور ہر ایک بات میں اُس سے روشنی حاصل کرو اور حدیثوں کو بھی ردی کیطرح مت پھینکو کہ وہ بڑے کام کی ہیں اور بڑی محنت سے انکا ذخیرہ طیار ہوا ہے لیکن جب قرآن کے قصوں سے حدیث کا کوئی قصہ مخالف ہو تو ایسی حدیث کو چھوڑ دو تا گمراہی میں نہ پڑو۔ قرآن شریف کو بڑی حفاظت سے خدا تعالیٰ نے تمھارے تک پہنچایا ہے سو تم اس پاک کلام کا قدر کرو اس پر کسی چیز کو مقدم نہ سمجھو کہ تمام راستروی اور راستبازی اسی پر موقوف ہے کسی شخص کی باتیں لوگوں کے دلوں میں اُسی حد تک مؤثر ہوتی ہیں جس حد تک اس شخص کی معرفت اور تقوے پر لوگوں کو یقین ہوتا ہے۔

اب دیکھو خدا نے اپنی حجت کو تم پر اس طرح پورا کر دیا ہے کہ میرے دعوے پر ہزارہا دلائل قائم کرکے تمھیں یہ موقع دیا ہے کہ تا تم غور کرو کہ وہ شخص جو تمھیں اس سلسلہ کی طرف بلاتا ہے کہ وہ کس درجہ کی معرفت کا آدمی ہے اور کس قدر دلائل پیش کرتا ہے اور تم کوئی عیب افترا یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے تا تم یہ خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افترا کا عادی ہے یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ کون تم میں سے ہے جو میری سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے پس یہ خدا کا فضل ہے کہ جو اس نے ابتدا سے مجھے تقوےٰ پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کیلیے یہ ایک دلیل ہے

پھر ماسوا اس کے میرے خدا نے عین صدی کے سر پر مجھے مامور فرمایا اور جس قدر دلائل میرے سچا ماننے کے لیے ضروری تھے وہ سب دلائل تمھارے لیے مہیا کر دیے اور آسمان سے لیکر زمین تک میرے لیے نشان ظاہر کیے اور تمام نبیوں نے ابتدا سے آج تک میرے لیے خبریں دی ہیں پس اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو اس قدر دلائل اسمیں کبھی جمع نہ ہو سکتے۔ علاوہ اس کے خدا تعالیٰ کی تمام کتابیں اس بات پر گواہ ہیں کہ مفتری کو خدا جلد پکڑتا ہے اور نہایت ذلت سے ہلاک کرتا ہے مگر تم دیکھتے ہو کہ میرا دعویٰ منجانب اللہ ہونیکا تیئیس برس سے بھی زیادہ کا ہے جیسا کہ براہین احمدیہ کے پہلے حصہ پر نظر ڈالکر تم سمجھ سکتے ہو۔

پس ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے کہ کیا کبھی خدا کی یہ عادت ہوئی اور جب سے انسان کو اس نے پیدا کیا ہے کیا کبھی اُس نے ایسا کام کیا کہ ایسے شخص کو جو ایسا بدطینت اور چالاک اور گستاخ اور مفتری ہے کہ تیئیس برس تک ہر روز نئے دن اور نئی رات میں خدا تعالےٰ پر افترا کر کے ایک نئی وحی اور نیا الہام اپنے دل سے تراشتا ہے اور پھر لوگوں کو یہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کیطرف سے یہ وحی نازل ہوئی ہے اور خدا تعالےٰ بجائے اسکے کہ ایسے شخص کو ہلاک کرے اپنے زبردست نشانوں سے اسکی تائید کرے اُسکے دعوے کے ثبوت کیلیے آسمان پر چاند اور سورج کو پیشگوئی کے موافق گرہن میں ڈالے اور اسطرح پر وہ پیشگوئی جو پہلی کتابوں اور قرآن شریف اور حدیثوں میں اور خود اسکی کتاب براہین احمدیہ میں تھی پوری کر کے دنیا میں دکھاوے اور پھر اسکی چاہت کے موافق صدی کے سر پر اسکو مبعوث کرے اور عین صلیبی غلبہ کے وقت میں جس کے لیے کاسر صلیب موعود آنا چاہیے تھا اُسکو اس دعوے کے ساتھ کھڑا کر دے اور ہر ایک قدم میں اسکی تائید کرے اور دس لاکھ سے زیادہ اس کی تائید میں نشان دکھاوے اور اسکو دنیا میں عزة دے اور زمین پر اسکی قبولیت پھیلا دے اور صدہا پیشگوئیاں اُس کے حق میں پوری کرے اور نبیوں کے مقرر کردہ دنوں میں جو مسیح موعود کے ظہور کے لیے مقرر ہیں اُسکو پیدا کرے اور اسکی دعائیں قبول فرماوے اور اُس کے بیان میں تاثیر ڈالے اور ایسا ہی ہر ایک پہلو سے اسکی تائید کرے حالانکہ جانتا ہے کہ وہ جھوٹا ہے اور ناحق عمداً اُس پر افترا کرتا ہے کیا بتا سکتے ہو کہ یہ کرم و فضل کا معاملہ پہلے بھی خدا نے کسی مفتری سے کیا۔

پس اے بندگان خدا غافل مت ہو اور شیطان تمھیں وساوس میں نہ ڈالے یقیناً سمجھو کہ یہی وعدہ پورا ہوا ہے جو قدیم سے خدا کے پاک نبی کرتے آئے ہیں۔ آج خدا کے مرسل اور شیطان کا آخری جنگ ہے اور یہی وقت اور یہی زمانہ ہے۔ جیسا کہ دانیال نبی نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا تھا۔ میں ایک فضل کیطرح اہل حق کے لیے آیا پر مجھ سے ٹھٹھا کیا گیا اور مجھے کافر و دجال ٹھہرایا گیا اور بے ایمانوں میں سے مجھے سمجھا گیا اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا تا وہ پیشگوئی پوری ہوتی جو آیت غیرالمغضوب علیھم کے اندر مخفی ہے کیونکہ خدا نے منعم علیہم کا وعدہ کرکے اس آیت میں بتا دیا ہے کہ اس امت میں وہ یہودی بھی ہوں گے جو

یہود کے علماء سے مشابہ ہوں گے جنہوں نے حضرت عیسیٰ کو سولی دینا چاہا تھا اور جنہوں نے عیسیٰ کو کافر اور دجال اور ملحد قرار دیا تھا اب سوچو کہ یہ کس بات کی طرف اشارہ تھا یہی اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ مسیح موعود اسی اُمت میں سے آنے والا ہے اسلیے اس کے زمانہ میں یہود کے رنگ کے لوگ بھی پیدا کیے جائیں گے جو اپنے زعم میں علما کہلائیں گے سو آج تمہارے ملک میں وہ پیشگوئی پوری ہو گئی - اگر یہ علماء موجود نہ ہوتے تو اب تک تمام باشندے اس ملک کے جو مسلمان کہلاتے ہیں مجھے قبول کر لیتے - پس تمام منکروں کا گناہ ان لوگوں کی گردن پر ہے - یہ لوگ راستبازی کے محل میں نہ آپ داخل ہوتے ہیں نہ کم فہم لوگوں کو داخل ہونے دیتے ہیں کیا کیا مکر ہیں جو کر رہے ہیں اور کیا کیا منصوبے ہیں جو اندر ہی اندر ان کے گھروں میں ہو رہے ہیں مگر کیا وہ خدا پر غالب آ جائیں گے اور کیا وہ اس قادر مطلق کے ارادہ کو روک دیں گے جو تمام نبیوں کی زبانی ظاہر کیا گیا ہے وہ اس ملک کے شریر امیروں اور بدقسمت دولتمند دنیاداروں پر بھروسہ رکھتے ہیں مگر خدا کی نظر میں وہ کیا ہیں صرف ایک مرے ہوئے کیڑے -

اے تمام لوگو سن رکھو کہ یہ اسکی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر انکو غلبہ بخشے گا وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہے کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا - خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادۃ برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اسکے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی - اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان کیونکہ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا - پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ پس خدا کی طرف سے یہ نشانی ہے کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے مگر ایسا آدمی جو تمام لوگوں کے روبرو آسمان سے اترے اور فرشتے بھی اُسکے ساتھ ہوں اُس سے کون ٹھٹھا کرے گا پس اس دلیل سے بھی عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے اور یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی اُن میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اُن کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھیگی - تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اُترا - تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے - اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑینگے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا - میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اسکو روک سکے -

اور یہ خیال مت کرو کہ آریہ یعنی ہندو دیانندی مذہب والے کچھ چیز ہیں وہ صرف اس زنبور کی طرح ہیں جسمیں بجز نیش زنی کے اور کچھ نہیں - وہ نہیں جانتے کہ توحید کیا چیز ہے اور روحانیت سے سراسر بے نصیب ہیں - عیب چینی کرنا اور خدا کے پاک رسولوں کو گالیاں دینا انکا کام ہے اور بڑا کمال ان کا یہی ہے کہ شیطانی وساوس سے اعتراضات کے ذخیرے جمع کر رہے ہیں اور تقویٰ اور طہارت کی روح اُن میں نہیں - یاد رکھو کہ بغیر روحانیت کے کوئی مذہب چل نہیں سکتا اور مذہب بغیر روحانیت کے کچھ بھی چیز نہیں - جس مذہب میں روحانیت نہیں اور جس مذہب میں خدا کے ساتھ مکالمہ کا تعلق نہیں اور صدق اور صفا کی روح نہیں اور آسمانی کشش اُسکے ساتھ نہیں اور فوق العادۃ تبدیلی کا نمونہ اُسکے پاس نہیں وہ مذہب مردہ ہے اس سے مت ڈرو - ابھی تم میں سے لاکھوں کروڑوں انسان زندہ ہونگے کہ اس مذہب کو نابود ہوتے دیکھلوگے - کیونکہ یہ مذہب آریہ کا زمین سے ہے نہ آسمان سے اور زمین کی باتیں پیش کرتا ہے نہ آسمان کی پس تم خوش ہو اور خوشی سے اُچھلو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہوگے تو فرشتے تمہیں تعلیم دینگے اور آسمانی سکینت تم پر اترے گی اور روح القدس سے مدد دیے جاؤ گے اور خدا ہر ایک قدم میں تمہارے ساتھ ہے اور کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکے گا خدا کے فضل کا صبر سے انتظار کرو گالیاں سنو اور چپ رہو - ماریں کھاؤ اور صبر کرو اور حتی المقدور بدی کے مقابلہ سے پرہیز کرو تا آسمان پر تمہاری قبولیت لکھی جاوے یقیناً یاد رکھو کہ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور دل اُن کے خدا کے خوف سے پگھل جاتے ہیں انہیں کے ساتھ خدا ہوتا ہے اور وہ اُن کے دشمنوں کا دشمن ہو جاتا ہے دنیا صادق کو نہیں دیکھتی پر خدا جو علیم و خبیر ہے وہ صادق کو دیکھ لیتا ہے پس اپنے ہاتھ سے اُسکو بچاتا ہے کیا وہ شخص جو تم سے سچا پیار کرتا ہے اور سچ مچ تمہارے لیے مرنے کو بھی طیار ہوتا ہے اور تمہارے منشا کے موافق تمہاری اطاعت کرتا ہے اور تمہارے لیے سب کچھ چھوڑتا ہے کیا تم اس سے پیار نہیں کرتے اور کیا تم اسکو سب سے عزیز نہیں سمجھتے پس جبکہ تم انسان ہو کر پیار کے بدلہ میں پیار کرتے ہو پھر کیونکر خدا نہیں کرے گا خدا خوب جانتا ہے کہ واقعی اسکا وفادار دوست کون ہے اور کون غدار اور دنیا کو مقدم رکھنے والا ہے سو تم اگر ایسے وفادار ہو جاؤ گے تو تم میں اور تمہارے غیر میں خدا کا ہاتھ ایک فرق قائم کر کے دکھلائیگا

از تذکرۃ الشہادتین

الہام اور رسالت

گذشتہ اشاعت سے آگے

علم الٰہی میں اختلاف ممکن ہی نہیں فلن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا۔ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا

دنیا میں کوئی عقلمند دعویٰ نہیں کر سکتا۔ کہ میری عقل کبھی خطا نہیں کرتی نہ آج تک کسی نے دعویٰ کیا۔ جس حالت میں عقل کی یہ کیفیت ہے۔ کہ وہ خطا سے محفوظ نہیں۔ اور روح کی شایستگی اور تہذیب کے لیے دین و مذہب ایک لازمی امر ہے۔ تو عالم غیب اور مابعد الموت کے حالات کے لیے روح کو صرف عقلی ڈھکوسلوں کے بھروسہ پر چھوڑنا اور دین کا مدار عقل پر رکھنا خلاف فطرت تھا اس کے لیے کوئی ایسا معیار چاہیے تھا۔ جو کبھی اور کسی حالت میں نہ بدلے اور اُسمیں غلطی کا امکان نہ ہو۔

اس امر کے انتظام کے لیے قدرت نے قانون الہام مقرر فرمایا جو صراط مستقیم اُخروی کے لیے ایک سچا رہنما۔ قول فیصل اور قطعی طور پر ابدی زندگی بخشنے والا ہے۔

اس پیغام کا نام رسالت اور اسی کا نام وحی ہے اور یہ اُسی کی شان ہے کہ بخلاف تمام حکماء اور علماء کے جو ہمیشہ الانسان مرکب من الخطاء والنسیان کا وظیفہ ورد زبان رکھتے ہیں علانیہ پکار دیا۔ کہ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید +

اس الہام میں آگے پیچھے کبھی اور کسی حال میں خطا اور بطلان کو دخل ہی نہیں۔ اسلیے کہ یہ حکمت والے اور خوبیوں والے خدا کیطرف سے نازل شدہ ہے۔

اس الہام میں کبھی اور کسی حال میں اختلاف نہیں ہوا۔ حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک جس قدر انبیا ہوے اصول دین میں سب متفق اور موافق تھے سب انبیاء و رسل انھیں چار اصول کا وعظ اور درس دیتے رہے۔ توحید۔ رسالت۔ قیامت۔ اعمال اور اُن کی جزا۔ ان ہزاروں انبیاء کا ان چار اصول دین میں کبھی اور کسی حالت میں اختلاف نہ کرنا اُن کے خدا کی طرف سے ہونے کے لیے ثبوت بدیہی ہے۔

پھر جیسا یہ پیام خالص اور خطا وعیوب سے پاک وصاف تھا۔ ضرور تھا۔ کہ جس شخص پر وہ نازل ہوا۔ از روئے فطرت وہ بھی نہایت سچا اور خالص۔ اور سنجیدہ اور مہذب انسان ہو جس میں فطرتاً گناہ اور نافرمانی کا میل نہ ہو اور اُس کی عقل وفہم تمام افہام وعقول بشری سے بالاتر ہو۔ اُس کا حوصلہ وسیع۔ استقلال کمال ہو زمین آسمان ٹل جائیں مگر وہ اپنی بات سے نہ ٹلے۔ الحق کے کہنے سے کبھی خاموش نہ رہے خداوند تعالےٰ کے احکام کا پورا پابند۔ جملہ گناہوں سے بری اور پاک اور دنیا کے لیے اخلاق کاملہ اور اطاعت اور احکام الٰہی کا کامل نمونہ ہو۔ خدا کے حکموں کے پہونچانے اور اُن کے پھیلانے میں ہر دم ساعی اور قوم کا سچا خیر خواہ اور ہمدرد ہو۔ ذاتی اغراض سے پاک۔ خاص خدا کے لیے لوگوں کی تہذیب اور روحانی اصلاح کا بیڑا اوٹھانے والا۔ اور بڑا زبردست مجدد اور ریفارمر ہو۔ احکام الٰہی کی تعمیل میں اُسکا مال۔ اولاد۔ اور جان وقف ہو۔ اُسکو قوم کیسے ہی عذاب دے۔ کیسے ہی مصائب اُٹھانے پڑیں۔ جلتی ہوئی آگ میں ڈالا جاے اُسکے گلے پر چھری پھیر دی جائے۔ اُسکے سر پر آرہ چلایا جائے۔ وہ کلمۃ الحق کے کہنے سے ہرگز باز نہ رہے۔ تمام دنیا اور اُسکی جملہ کائنات کی رائی کے دانہ کے برابر بھی اُسکی نگاہ میں قدر ووقعت نہ ہو۔

ایسے شخصکو قدرت نے فطرت کے رو سے اپنے پیغام یعنی وحی والہام کے لیے منتخب کیا۔ واللہ یعلم حیث یجعل رسالتہ اور وحی سے اُسکی تصدیق فرمائی۔ کہ ہمارا نائب اور برگزیدہ بندہ ہے۔ اُسکی آواز فطرت کی آواز ہے جو شخص اُسکا کہا مانے گا دنیا و دین میں سلامت رہے گا اور جو اس خلیفۃ اللہ کی نافرمانی کرے گا اُس کے دین اور دنیا دونو برباد ہو جائیں گے خسر الدنیا والاخرۃ ذلک ہو الخسران المبین +

قدرت نے اس قسم کے منتخب اور چیدہ اور برگزیدہ بندہ کو اپنا پیغامبر بنایا اور الہامی زبان میں اُسے نبی اور رسول لقب عطا فرمایا قدرت سے فوق العادۃ امور ومعجزات وخرق عادات) اُسکی تصدیق فرمائی۔ معجزات اور فطرتی اثر نے گواہی دیدی۔ کہ سچ مچ یہ وہ مقدس اور عالی بندہ ہے جو خدا تعالےٰ کے پیغام (رسالت وغیرہ) کے لیے منتخب کیا گیا۔

جس روز سے دنیا پیدا ہوئی اور انسان دنیا پر بسنے لگا۔ اُسیدن سے یہ سلسلہ الہام اور رسالت کا شروع ہو گیا۔ جسوقت حضرت آدم کا ظہور دنیا میں ہوا اُس کے ساتھ ہی وحی کا نزول کیا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی پہلی وحی نے انسان کو بولنا سکھایا

خوراک ولباس کے بہم پہونچانے کے آئین القا کیے۔ روحانی وجسمانی قوانین سے مطلع کیا۔ اور یوں انسان دنیا پر بسنے لگا۔ اگر اُسوقت یہ وحی الٰہی رہبری نہ کرتی۔ تو حضرت آدمؑ کے کھانے پینے رہنے سہنے کا کچھ بھی بندوبست نہ ہوتا۔ آدم علیہ السلام کی اولاد بڑھتی گئی۔ ایک مستقل الہام کی ضرورت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم پر چند صحائف نازل کیے جس میں روحانی وجسمانی اصلاحات کے متعلق قوانین ارشاد فرمائے گئے۔ اور ایک عرصہ تک لوگ اُنکی تعمیل کرتے رہے۔

حضرت آدم کی آنکھوں ہی میں قابیل خدا کا نافرمان نکلا۔ اُس نے فطرت الٰہی کو بدلنا شروع کیا اور الہام ربانی کی تعمیل چھوڑ دی۔ رفتہ رفتہ لوگ سخت سرکش اور شریر ہو گئے۔ اور بُت پرستی اور بطلان پرستی کی طرف مائل ہوے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت شیثؑ اور ادریسؑ اور نوحؑ کو رسالت کے لیے مخصوص کیا۔ ان برگزیدہ لوگوں کی کوشش سے بہت سے لوگ فطرت الٰہی پر قائم ہو گئے۔ مگر امتداد زمانہ کے بعد پھر لوگ بگڑ گئے اور اِدھر اُدھر پھیل گئے قدرت کی طرف سے روحانی بارش برابر برستی رہی جابجا اور متواتر الہام ربانی نازل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر کوئی اُمت نہ رہی جس میں کوئی نہ کوئی بالواسطہ یا بلاواسطہ ڈرانے والا نہ آیا ہو۔ جو لوگ خدا کے ان مرسلین کی اطاعت کرتے رہے وہ خدا کے مطیع اور عباد الرحمٰن کہلائے اور فریق مخالف باغی اور اولیاء الشیطان۔

مرسلین الٰہی نے اپنی طرف سے اصلاح خلق میں بہت کوشش کی اپنی جان تک کی پروا نہ کی۔ مگر اُن کی اُمتیں تقلید جاہلانہ پر ایسی اڑیں کہ بہت کم اُنکی طرف متوجہ اور ملتفت ہوتی رہیں۔

یہ لوگ حقیقت سے دور جا پڑے اور آبائی تقلید پر جم گئے۔ انبیاء وقت کی تکذیب تضحیک اور تردید کرنے لگے اور اُنکی جان کے لاگو ہو گئے اور اس ضد پر اڑ گئے کہ آبائی طریق کیسا ہی نامعقول

ذلیل، بیہودہ، خراب اور جھوٹا ہو اُسکو ہرگز ہرگز چھوڑنا نہیں چاہتے تحقیق و تفتیش کی کوئی ضرورت نہیں ہے ایسی حالت میں اُن کی اصلاح بڑی مشکل ہو جاتی تھی۔

اصل جہالت اور ضلالت کا سبب تقلید آبائی ہے۔ جسکو جہالت نے رنگ برنگ کے جلوؤں سے وہ رنگ دیا۔ جسکی صورتیں اور طرزیں ہزاروں قسم کی ہم دنیا میں دیکھتے ہیں۔ کوئی بت پرستی پر اڑ گیا۔ کوئی آتش پرستی پر۔ کسی نے تصلیب مسیح کو ذریعہ نجات قرار دیا۔ کسی نے کسی بات کو۔ سب لوگ ایک ایک خیال باطل پر اڑ گئے ہیں۔

تقلید آبائی کے برابر کوئی دشمن انسان کا نہیں۔ اُس نے لاکھوں کو غارت کر دیا۔ کروڑ ہا گھر برباد کر دیئے۔ ملک کے ملک تہس نہس ہو گئے حالانکہ انسان کو آنکھیں دی گئیں۔ ہوش و حواس عطا ہوئے۔ سنت الٰہی ہے کہ یہ دیکھ کر بھروسہ پر نہ رہے اپنی سعی اور محنت سے فوائد دارین حاصل کرے راہ حق تلاش کرے۔

انبیا وہ لوگ ہیں جنکی صداقت اُن کے حالات سے صاف ظاہر ہوتی ہے اُنکا فرق العادت استقلال۔ بے غرضانہ نصیحت۔ سادگی اور صفائی باطنی۔ قوم کی بھی خیر خواہی اور ہمدردی۔ نصیحت مشفقانہ اُن کی صداقت کی صریح شہادت دیتی ہے انبیاء سے جو جو معاملات قوم کے ہوئے وہ ایسے صاف اور روشن ہیں جنمیں کوئی شبہ کا محل نہیں ہے۔ ملک کے ملک اور قوموں کی قومیں اُنکی شہادت دے رہی ہیں۔ اگر یہ لوگ خدا کے صادق بندے نہ ہوتے تو قدرت کبھی اُن کے مخالفوں کو تباہ اور برباد نہ کرتی۔ شہر کے شہر بستیاں کی بستیاں یکبارگی خاک میں ملا دیتی انبیاء اور رسول پے درپے اُن لوگوں کے پاس آئے اور اُنکو ہر طرح سمجھایا۔ متنبہ کیا۔ ڈرایا۔ مگر وہ اپنے جھوٹے فلسفہ کے گھمنڈ میں اُنکی تکذیب فلسفیانہ وضع سے کرتے رہے وفرحوا بما عندھم من العلم وحاق بھم ما کانوا بہ یستھزءون۔ جس کے باعث خدائی قہر اور غضب کے مورد ہوئے۔ غضب الٰہی اُنپر نازل ہوا اور وہ بے نام و نشان دنیا سے جاتے رہے اور عذاب ابدی کے سزاوار ہوئے۔

ماموران الٰہی کے برخلاف جو شخص اُٹھا۔ مورد غضب الٰہی اور چکنا چور ہو گیا۔ یہ امر ان ماموران الٰہی کی صداقت کا بدیہی ثبوت ہے۔

جب پروردگار نے جسمانی اور فانی زندگی کے لیے ایسے اعلیٰ درجہ کے سامان طیار کیے ہیں۔ قسم قسم کے سامان مہیا کیے ہیں۔ روحانی زندگی جو ابدی اور لازوال ہے اُسکے لیے تو کیسے کوئی بھی انتظام نہ کیا ہو۔ یہ خیال محال ہے۔ پس الہام الٰہی کا نازل ہونا۔ انبیا کا دنیا میں بھیجا جانا۔ تجلیات الٰہی کا وارد کرنا قدیم سے نہایت ضروری تھا جو سلسلہ وحی و رسالت کو بدیہی طور پر ثابت کر رہا ہے۔

یہ سلسلہ وحی و رسالت کا اُسی دن سے شروع[^1] ہوا ہے۔ جب سے دنیا میں انسان کی پیدائش ہوئی۔ قرآن شریف میں جا بجا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تیری طرف بھی اُسی طرح وحی کی گئی ہے۔ جسطرح انبیاء سابقہ کی طرف جو آدم کے زمانہ سے حضرت عیسیٰ کے زمانہ تک ہوئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ و اوحینا الی ابراھیم و اسمعیل و اسحاق و یعقوب والاسباط و عیسیٰ و ایوب و یونس و ھارون و سلیمان و اتینا داؤد زبورا۔ و رسلا قد قصصنٰھم علیک من قبل و رسلا لم نقصصھم علیک وکلم اللہ موسیٰ تکلیما۔ رسلا مبشرین و منذرین لئلا یکون للناس حجۃ بعد الرسل وکان اللہ عزیزا حکیما

ہم نے تیری طرف وحی بھیجی جیسا کہ بھیجی نوح اور اُس کے بعد اور نبیوں کی طرف وحی بھیجی اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور یعقوب کی اولاد اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف وحی بھیجی اور ہم نے داؤد کو زبور دی اور ہم نے کئی رسول بھیجے جنکا حال تجھپر بیان کر چکے۔ اور کئی رسول جنکا حال ہم نے تجھے نہیں بتایا اور خدا نے موسیٰ سے بولکر باتیں کیں۔ یہ سب رسول بھیجے گئے ہیں تا لوگوں کو خدا کی رحمت کی بشارات دیں اور اُسکے غضب سے ڈرائیں تا لوگوں کو رسول کے بھیجنے کے بعد خدا پر کوئی حجت اور الزام کی جگہ نہ ہو اور خدا بڑا زبردست حکمتوں والا ہے

اور پھر فرمایا ولکل امۃ رسول فاذا جاء رسولھم قضی بینھم بالقسط وھم لا یظلمون (یونس) اور ہر امت میں رسول بھیجا گیا اور پھر جب اُن کے پاس رسول آچکا تو اُن میں انصاف سے فیصلہ کیا گیا اور اُنپر ظلم نہیں ہوگا۔

پھر آنحضرت کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا انما انت منذر ولکل قوم ھاد تو لوگوں کو ڈرانیوالا ہے اور ہر قوم میں ہادی گذر چکا ہے۔

تو بات یہ ہے کہ جسطرح اللہ تعالیٰ ضرورت کے وقت آسمان سے باران رحمت متواتر نازل فرمایا کرتا ہے۔ اسی طرح وقت وقت پر اُسکی روحانی بارش کی جھڑی لگاتار جاری رہی اور وقت وقت پر وحی و الہام کا آسمانی مینہ برستا رہا۔ تمام انبیا عقائد و اصول مذہب میں متفق تھے اور بجز چند موقت اور رسمی باتوں کے اُنکے مذہب میں کچھ تبدیلی نہیں ہوئی۔ اصول توحید اور اخلاق اور روحانیت میں سب متفق اور موافق تھے۔ انسانوں نے اپنی غفلت اور شرارت سے جب الہام الٰہی سے روگردانی کی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک نیا مجدد بھیجا اور اگر لوگوں کی غفلت سے آسمانی کتاب اپنی اصلیت پر قائم نہ رہی۔ تو اُنکی اصلاح کے لیے ایک نئی کتاب بھی بھیجدی۔ جو پہلی کتاب کے موافق اور اُسکی مصدق تھی۔ سب سے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جنپر قرآن نازل ہوا۔ اُسکی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی اور قیامت تک اُسکے ایک نقطہ یا شوشہ میں فرق آنے کی مجال نہیں ہے اور نہ اُس میں غلطی اور خطا کا امکان ہے انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید اور اس حفاظت کا ذریعہ بھی اُسنے اپنے پاک الہام ہی کو ٹھیرایا ہے چنانچہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد مبعوث کیا جاتا ہے جو احیاء ملت محمدیہ کا باعث بنتا ہے چنانچہ اس صدی چاردہم پر وہ عظیم الشان مجدد مبعوث کیا جو خاتم الخلفا اور مسیح موعود و مہدی مسعود پاک نام سے موسوم ہے جس کا آنا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے تعبیر کیا گیا وہ کون حضرۃ مجددنا علی الارض میرزا غلام احمد ایدہ اللہ بنصرہ۔ مبارک وہ جو اُسے شناخت کرتے

[^1]: آریہ لوگ جن کا یہ خیال ہے کہ اسلام صرف تیرہ سو سال سے ہے بالکل غلطی یا مغالطہ ہے۔ اسلام تیرہ سو سال سے نہیں بلکہ جب سے انسان ہے تب ہی سے اسلام ہے جس کا نام وحی و الہام ہے۔ ہاں اُس وحی کے تابعین کا نام مختلف زبانوں میں مختلف انبیا کی وجہ سے مختلف ہوتا گیا۔ مگر ایک چیز کے مختلف نام ہونے سے وہ چیز دوسری نہیں ہو جاتی تمام مذاہب میں اصل مذہب۔ توحید۔ رسالت۔ اخلاق۔ سزا۔ جزا۔ معاد ایک ہی رہا ہے۔ صرف اسمیات میں حسب اقتضاء زمانہ اختلاف ہوا۔ جو زمانہ کی حالتوں کے لحاظ سے ضروری تھا۔ پس اسلام اُسی زمانہ سے ہے جب سے انسان دنیا میں پیدا ہوا۔ ہاں دین حق کے تابعین کا نام مسلمان حضرت ابراہیم نے رکھا

خطبۃ الوداع کی تقریب پر حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ کا وعظ

گذشتہ اشاعت سے آگے

غرض ایسی حالت اور صورت میں کہ مادی دنیا کے فرزند اور اسباب پرست قومیں یہ دعوی کرتی ہیں کہ اب ہم نے اسکو مار لیا اور اس پر فتح پالی وہ اپنی کامیابی اور برومندی کی تحدی کیا کرتا ہے اور آخر ایک ایسی رفتار اور طویل مقابلہ کے بعد زمانہ کے صفحات پر بڑی جلی قلم سے خدا تعالے کے برگزیدہ مامور کی فتح کا اعلان لکھا جاتا ہے اور ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ خدا تعالے کی طرف سے ہے۔

اُس ساعت تک کے کفار لات وعزی کے پجاری کسقدر خوش ہو رہے تھے جبکہ فاران کی چوٹیوں پر چمکنے والا نور کو ٹھڑی کی کھڑکی سے نکل پڑنے کو جاتا ہے + کفار نے لات ومنات کی تعریف کے گیت گائے اور مار بیا بنا کر عورتوں نے مہر بانڈھے بتوں کی ہے پکاری گئیں۔

یہ سب کچھ تو ہوا لیکن کیا ایسی ہی حالت میں کہ وانے سن چکے تھے سیہزم الجمع ویولون الدبر آخر خدا تعالے کے وعدے پورے ہوئے اور وہ بیابان کہ کا نکالا ہوا خدا تعالے کی اس پر صلوٰۃ وسلام ہوں دس ہزار قدوسیوں کی جماعت کے ساتھ اسی مکہ میں کمال شوکت وشرکت کے ساتھ داخل ہوا اور اس نے کمال شفقت ورحمت سے ان گردن زنی مخالفوں کو جب سامنے آکے کہا

لا تثریب علیکم الیوم

اب ان واقعات پر کوئی شخص انصاف اور خدا ترسی سے نظر کرے کہ کیا یہ انسانی طاقت اور قیاس کے اندر ہے کہ ایسی بیکسی اور بے سامانی کی حالت ایسی تحدی کرسکے ؟ ہرگز نہیں یہ نا محیط در محیط قادر متصرف عالم الغیب خدا کا کام ہے جس کا مظہر اور نمونہ وہ مامور ہوتا ہے چونکہ اس عالم کی حیثیت تقاضا کرتی ہے کہ خدا تعالے کے جلال اور عظمت کو مشاہدہ کرے اسلیے اللہ تعالی نے اس رنگ میں اسنے آپ کو دکھا دیا اور یہی وہ شان ہے جب ایسے نمونوں کو انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی کے خطاب سے مخاطب کیا جاتا ہے۔ ان نمونوں میں توحید کی توحید رہ جاتی ہے اور خدا کا خدا اور عبد کا عبد

میں جب اس مسئلہ پر غور کرتا ہوں تو بخدا میرا دل مسرت اور فخر کے ساتھ اس قدر لبریز ہو جاتا ہے کہ شادی مرگ کی سی حالت ہو جاتی ہے میں دعوے اور تحدی کیساتھ یہ امر پیش کرتا ہوں اور کل دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی بتائے تو سہی کہ کس سائنس نے یہ تھیوری پیش کی ہے ؟ میرے دوستو! حقیقت میں اس مشکل مسئلہ کو اسلام ہاں فخر اسلام ہی نے حل کیا ہے یعنی مسئلہ صفات الٰہی کو۔ دنیا کے کل مذاہب نے صفات کے مسئلہ میں ٹھوکر کھائی ہے لیکن قرآن کریم کو یہ تاج فخر پہنایا گیا ہے کہ اس نے بڑی وضاحت کے ساتھ اسکو حل کیا ہے کیسا سحر حلال ہے کہ لیس کمثلہ شیء بھی بتا دیا اور ھو السمیع البصیر بھی سمجھا دیا نہیں بلکہ دکھا دیا

میں اسوقت صفات الٰہی کے مسئلہ پر بالتفصیل گفتگو کرنے کے لیے وقت نہیں پاتا + پھر کبھی وقت اگر خدا نے چاہا اور توفیق ملی تو میں بتاؤنگا کہ قرآن کریم اس مسئلہ میں کیسا ممتاز اور قابل فخر پہلو رکھتا ہے اسوقت یہ بات ضمناً آگئی تھی جو میں نے کچھ کہا میرے دل میں ایک عجیب لذۃ اور ذوق ہے ایمان بالغیب کے لیے اور اس ایمان بالغیب کے (جو سارے یقینیوں سے بڑھ کر ہو۔ یعنی ایک لذت اور بصیرۃ کے ساتھ ہو) پیدا کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے یعنی

خدا تعالے کے مامور اور تحدی کرنے والے مامور کا وجود باجود

مولوی صاحب کے وعظ سے پہلے میں نے اپنے وعظ کے لیے یہ آیت تجویز کی تھی ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا لیکن مولوی صاحب کے وعظ سے میرے دل میں کچھ اور ہی تحریک ہو گئی

میں اس آیت کے متعلق جو میں نے اپنے وعظ کے لیے تجویز کی تھی سوچتا تھا کہ کیا اصل غرض یہی ہے یا کچھ اور۔ تو میں سوچتے سوچتے اس نتیجہ پر پہونچا کہ محض ایمان فرقان کے بدون ایمان ثابت ہی نہیں ہوتا۔ ایمان کامل کا لازمی نتیجہ فرقان ہے اور فرقان ایک فطرتی تقاضا ہے جو اپنے اپنے رنگ میں ہر قسم کے انسان میں پایا جاتا ہے دنیا کی ساری سلطنتیں فرقان کے لیے تڑپ رہی ہیں کوئی سلطنت جس میں بلند پروازی ہے اور اس میں ترقی کا سٹیم ہے کبھی قناعت کرکے نہیں بیٹھ سکتی بلکہ وہ آئے دن ان تجویزوں اور تدبیروں میں

مصروف دیکھی جاوے گی کہ اپنی ہمعصر سلطنتوں میں ممتاز اور غالب ہو اور سب سلطنتوں کی ہی پر چل جاویں غرض جہاں اور جدھر دیکھو ممتاز ہونے اور فرقان کی خواہش پائی جاوے گی اسی طرح پر مومن کی اصل غرض بھی حصول فرقان ہے۔ اسی لیے خدا تعالے فرماتا ہے کہ تمھارے مومن اور متقی ہونے کی اصل غرض یہ ہے کہ تم یگانہ زبردست بنو اور اسکے لیے گُر اور اصول یہی ہے کہ تقوی اللہ اختیار کرو

میں نے اس لفظ کے فلسفہ میں غور کی ہے معلوم ہوا ہے کہ کوئی فرقان بجز کامل مومن کے نہیں جو اللہ کو ڈھال بناتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں کیا کیونکہ اور لوگ ہزاروں معبودوں کو ڈھال بناتے ہیں اور خدا کا راست بازبندہ صرف واحد ویگانہ خدا کو ڈھال بناتا ہے اسی راز کو کھولنے کے واسطے تحدیوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے یہ انکشاف جاتا ہے اور دکھا دیا ہے کہ ان اوثان کے پرستاروں اور حامیوں کو کیسے نیست ونابود کر دیا جاتا ہے اور اس سے یہ ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے کہ متصرف مقتدر اور عالم الغیب ایک ہی ہستی ہے اور اسی کی پناہ میں آکر انسان سارے دکھوں سے نجات پا سکتا اور ممتاز ہو سکتا ہے۔

غرض

سارے سکھوں کی کلید تقوی اللہ ہے اور وہ ایمان بالغیب سے شروع ہوتا ہے اور یہ ایمانی لذۃ حاصل نہیں ہو سکتی جب تک مامور من اللہ کی صحبت کا لطف حاصل نہ ہو۔ کیونکہ سارے یقینیات پیدا کرنے کے لیے یہی ایک قدم ہے۔ پس میں اپنے دوستوں کو بشارت دیتا ہوں کہ اگر خدا کے فضل ہاں اسی کے فضل سے ایمان بالغیب کی کلید مل گئی ہے یعنی خدا کا مطہر مسیح موعود (خدا تعالی کی برکتیں اور رحمتیں اس پر اور اسکے در و دیوار پر ہوں) اس میں موجود ہے مشرق مغرب شمال جنوب میں کوئی ایسی قوم نہیں جسکو یہ نعمت بغیر احمدیوں کے ملی ہو۔

پس اس کی قدر کرو۔ اور اسکے فیض صحبت سے وہ بات حاصل کرو جس کے لیے وہ مامور اور خلیفہ کرکے بھیجا گیا ہے اللہ تعالے مجھے اور میرے تمام دوستوں کو اسکی توفیق دے کہ ہم میں وہ ایمان پیدا ہو جو ہمارا امام دنیا کو سکھانا چاہتا ہے اور جس ایمان کو پاکر اپنے وہ فضل اور نعمت پائی کہ کل دنیا کا امام ہو کر آیا اور خدا تعالے سے کلام کرنیکا شرف اسنے حاصل کیا

(288)

عنوانِ خون

یعنی

حضرت مولانا مولوی عبد اللطیف صاحب کی شہادت

حدیث نامہ تمیدا تم کہ چون است
ہمی بینم کہ عنوانش بخون است

معزز ناظرین الحکم اس خونی خبر کے سننے کے لیے ہرگز طیار نہ ہونگے جو ہم انکو سوگوار اور بعضا امید افزا دل کے ساتھ سناتے ہیں۔ اگرچہ یہ خبر ایک عرصہ سے اخبارات میں شائع ہو چکی ہے لیکن ہم نے مزید تحقیقات اور تصدیق کے خیال سے اس وقت تک خاموشی اختیار کی اور اب جبکہ پورے طور پر اس خبر کی تصدیق ہو چکی ہے ہم اس کی اشاعت کی جرأت کرتے ہیں۔

عالی جناب اخوند زادہ مولانا مولوی **عبد اللطیف صاحب** رئیس اعظم خوست شیخ اجل افغانستان اور سر آمد علماء کابل کے نام سے ہمارے ناظرین بخوبی واقف ہیں۔ مولوی صاحب موصوف اپنے علم و فضل تقویٰ و طہارت و ورع اور خدا ترسی کے لیے کابل اور اس کے نواح میں ایک مشہور و معروف عالم تھے یہاں تک کہ دربار کابل میں بھی وہ افضل العلماء سمجھے جاتے تھے اور اس دینی عظمت کے ساتھ دنیوی طور پر بھی ایک معزز اور ممتاز رئیس اور جاگیر دار تھے اور اپنے ملک میں ہزاروں انسان انکو اپنا رہنما اور پیشوا سمجھتے تھے۔ دربار کابل میں آپ کی جو عزت اور عظمت تھی اُس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ امیر عبد الرحمٰن خان صاحب کے مرض الموت میں وہ حاضر تھے اور موجودہ امیر حبیب اللہ خان صاحب کے سر پر تاج شاہی رکھتے وقت حاضر۔ غرض اپنے ملک اپنی قوم اپنے فرمانروا کی نظر میں ہر طرح سے عزت اور خصوصیت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے انکو حضرت حجۃ اللہ **مسیح موعود** علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شناخت عطا فرمائی اور صدق دل اور پوری ارادت و نیاز مندی کے ساتھ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے کی عزت بخشی اور آپ حضرت امام الملۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور حاضر بھی ہوئے (جیسا کہ ہمارے ناظرین کو معلوم ہے)

دار الامان میں وہ ایک مدت تک رہے اور حضرت اقدس علیہ السلام کی پاک تعلیم سے مستفید ہوئے۔ جس خلوص اور ارادت کے ساتھ آپ یہاں رہے اُس کا ذکر ہم اس مختصر مضمون میں نہیں کر سکتے اور اگر خدا تعالیٰ نے ہمکو توفیق اور اسباب میسر آئے تو کسی دوسرے وقت ایک مستقل اور علیحدہ صورت میں ان امور پر بحث کریں گے۔

آخر آپ دار الامان سے ایک پاک جوش اور عقیدت کے ساتھ اپنے وطن مالوف کو تشریف لے گئے اور **دربار کابل** کے سربرآوردہ اور ذمہ دار حکام اور امیر کو انہوں نے وہ پاک اور راحت بخش پیغام پہنچایا جو زمینی نہیں بلکہ **آسمانی** تھا۔ وہ پیغام جو خدا تعالیٰ کا ایک برگزیدہ مامور لیکر آیا ہے۔ وہ **پیغام** جو ابتدائے آفرینش کل نبی کرتے آئے ہیں۔ اس پیغام میں چونکہ وہ **شہزادہ امن** (مہدی) کی دعوت اور تبلیغ پر مشتمل تھا۔ مولوی صاحب موصوف نے اپنے ملک میں

جہاد کی حرمت کے فتوے

کی بھی اپنی تقریروں کے ذریعہ اشاعت کی کیونکہ **مسیح موعود** (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے آثار و علامات میں سے ایک یہ بھی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یَضَعُ الحَرب کے پاک الفاظ میں بیان کی ہے۔

اس پاک **تعلیم** کی اشاعت پر سرزمین کابل کے میڈ ملاؤں نے جن کے سر میں جہاد کے خیالات خام کی کھچڑی پکتی رہتی ہے ایک شور مولوی صاحب موصوف کے خلاف پیدا کر دیا۔ یہاں تک کہ **امیر کابل** نے باوجود اس عزت و احترام کے جو وہ مولوی صاحب موصوف کی اپنے دلمیں رکھتے تھے مولوی صاحب موصوف کو گرفتار کر لیا۔ اور آخران میڈ ملاؤں نے اخوند زادہ موصوف کے سنگسار کرنے کا حکم اور فتویٰ دیدیا اور ملاؤں کے محکوم امیر نے اسکو منظور کر لیا۔ اور اس طرح پر ہمارے معزز و محترم بھائی مولوی عبد اللطیف صاحب رضی اللہ عنہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے مطابق جو بہت عرصہ پیشتر **براہین احمدیہ** کے صفحہ ۵۱۰ پر درج ہے

شہید ہو گئے

اس میں کچھ شک نہیں کہ دربار کابل کیطرف سے مولوی صاحب موصوف کی شہادت کے متعلق **میڈ ملاؤں** کے فتوے پر بہت احتیاط سے منظوری کا حکم دیا گیا۔ اور بجائیکہ خاص کابل میں مختلف مذاہب کے لوگ آباد اور موجود ہیں اور اُن سے کوئی تعرض اور ایذا رسانی نہیں کیا جاتا لیکن صرف سلسلۂ عالیہ احمدیہ کے ایک درخشان گوہر کے ساتھ جو دربار کابل کا بھی رتن تھا یہ ظلم کیا گیا۔ کابل کے میڈ ملاؤں اور دربار کابل نے اپنے زعم فاسد میں اخوند زادہ کو اس فانی دنیا سے رخصت کر دیا مگر افسوس کہ انکو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شہیدا کو زندہ فرما دیا ہے۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ

یعنی تم انکو مردے مت خیال کرو۔ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیے جاتے ہیں وہ تو زندہ ہیں انھوں نے اپنے خیال باطل میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی جڑ سرزمین کابل سے کاٹ دی مگر وہ نہیں جانتے کہ

شہید موصوف نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ اور دعوت کا اشتہار اپنے خون کے ساتھ لکھکر سنگلاخ کابل کی چٹانوں پر آویزاں کر دیا ہے اور مولوی صاحب موصوف کا خون سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کابل میں احیا کے لیے آب پاشی کا کام دے گا اور چوں باغبان

بپرور بیشتر و ہد انگور

کا نتیجہ پیدا کرے گا۔

کابل کے میڈ ملاں اور اُن کا محکوم امیر سمجھتا ہوگا کہ **شہید موصوف** کی شہادت کی وجہ سے **حرمت جہاد** کے فتوے کابل میں سنائی نہ دینگے مگر وہ یاد رکھیں کہ وہی پتھر جو شہید موصوف پر برسائے گئے تھے پکار پکار کر کہہ رہے ہیں

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

غرض

اخوند زادہ موصوف کی شہادت نے کابل کی سوئی ہوئی بستی کو جگا دیا ہے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شہادت کے متعلق